مراسلات

(مراسلہ نگار کے افکار وخیالات سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں)

برادرِ گرامی قدر! سلام و رحمت

.... میں نے آپ کا مجلہ ابھی تک نہیں دیکھا ہے۔ اچھا کیا آپ نے اس کی کاپی ارسال کردی ہے۔ بلکہ میرے پاس تو ماہ بماہ آتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ آپ سے اور اہل علم دونوں سے رابطہ قائم رہے۔ آپ کا حکم کہ ہر ماہ 'فکر و نظر' کے لئے کچھ لکھوں، سر آنکھوں پر۔ لیکن جانے کیوں اُردو پرچوں میں تحقیقی مقالے لکھنے کو کبھی دل نہیں چاہا۔ شاید اس لئے کہ اُردو میں ایسے پرچوں کی کمی ہے جن کا مزاج تحقیقی ہو۔ حواشی، ڈائیگرام اور نقشوں کی اشاعت کا ذمہ لیں تو حوصلہ ہو۔ آج کل تحقیقی مقالات میں یہ باتیں ضروری خیال کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں دوسری زبانوں کے حوالے ان ہی زبانوں (ORIGINAL) میں دینا جدید اسکالرشپ کا مزاج بن چکا ہے۔ مثلاً یورپ اور امریکہ میں جہاں مضامین انگریزی میں لکھے جاتے ہیں، عربی فارسی، اُردو، چینی، روسی، سنسکرت وغیرہ کے حوالے عموماً انہی زبانوں میں دیئے جاتے ہیں، تاکہ قاری اصل (ORIGINAL) کو پڑھ کر زیادہ لطف حاصل کرسکے۔ مضمون نگار تو قاری کو ORIGINAL تک لے جانے میں محض مدد کرتا ہے۔ ان دقتوں کی وجہ سے اُردو پرچوں کے لئے اس سے قبل جب کبھی کچھ لکھنے کی نوبت آئی تو خود کو REFLECTIVE مضامین تک محدود رکھنا پڑا۔ یعنی خالص فکری مضامین جن میں نہ حوالوں کی ضرورت ہوتی ہے نہ ہی دیگر زبانوں سے استناد کی۔ سیدھی سادی زبان میں ذاتی آراء کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن تحقیق میں یہ بات نہیں چلتی، اس کے تقاضے اور ہیں۔

آنے کے بعد اس قسم کے مقالوں کی طرف ہنوز توجہ نہیں کی ہے، ممکن ہے اب
۔ مغرب سے واپس آنے کے بعد میرے سامنے سب سے بڑا پروجیکٹ یہ ہے کہ
ہ نظام پر یلغار کروں۔ دل کھول کر لکھوں اور پورے نظام کو منہدم کر کے
، داغ بیل ڈالوں، تاکہ ہماری جامعات سے مفکر پیدا ہوں نقال نہیں۔ اس
ن راغب ہوتا جا رہا ہے۔ اور کچھ کچھ قلم اُٹھانے کی سعی بھی کر رہا ہوں۔
ط آج ہی ملا۔ اور حکم کی تعمیل بھی فوراً ہی کی جا رہی ہے۔ صرف اس خیال سے کہ
ج کے ادارہ سے جو پرچہ نکلے گا اس میں تحقیقی مقالات کی اشاعت کا نظم بہتر ہوگا،
نوان "عالمی شہ پاروں کا تنقیدی مطالعہ" ارسال کر رہا ہوں۔ یہ خالص اسلامی ریسرچ
ہے۔ اس کا مرکزی نقطہ جدید یورپ کا بانی مشہور فلسفی شاعر دانتے (DANTE)
لِ مغرب روشنی کا مینار اور نشأۃ ثانیہ کا سرحدی نشان تصور کرتے ہیں۔ گویا ان
انتے سے پہلے تاریکی ہی تاریکی ہے اور دانتے کے بعد اُجالا ہی اُجالا ہے۔ میں نے
ی کوشش کی ہے کہ دانتے نے پیغمبر اسلامؐ کی احادیث سے کس حد تک استفادہ
غرب کی نشأۃِ ثانیہ میں اسلام کا کیا حصہ رہا ہے۔ ضمناً اس پہلو پر بھی روشنی
کہ عالمی فن پارے دینی عقائد سے کیوں کر متاثر ہیں اور ان کے مواد اور ہیئت پر
نا اثر ہے۔ مثلاً عیسائی دنیا کے نظریہ تثلیث کی جھلک DIVINE COMEDY
، صاف دیکھی جا سکتی ہے جس کا ہر بند تین اشعار پر مشتمل ہے۔
فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنے مقالوں میں نام کے ساتھ ڈاکٹر کا استعمال نہیں
، نفسیاتی کمزوری ہے جو پاکستان میں زیادہ نظر آتی ہے۔ مغرب اس بوالعجبی
پکا ہے۔ میں نے اس روایت کو توڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔

(سید حبیب الحق ندوی)

اگر آپ بُرا نہ منائیں تو ایک دو ضروری باتیں آپ کے پرچے کے متعلق
مشورہ کے عرض کروں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ کا پرچہ ۲۶×۲۰ والے